شاہ بلیغ الدین

خاندانِ نبوی کے سربراہ

قریش کے سردار کا کہنا تھا کہ...... اخلاق اچھے ہوں، آدمی ظلم نہ کرے اور غرور و تکبر سے بچا رہے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ کوئی کہتا ہے اس سردار نے ایک سو دس برس کی عمر پائی، کوئی کہتا ہے ۵۷۹ء میں ۸۲ برس کی عمر میں خانۂ کعبہ کے اس رکھوالے کا انتقال ہوا۔ اس وقت ابرہہ اشرم کے واقعہ کو کوئی آٹھ برس گزر گئے تھے۔

یہ سردار یثرب میں پیدا ہوا۔ سات آٹھ برس کی عمر تک وہیں رہا پھر مکہ آیا۔ ہجرت کے بعد یثرب کی بستی مدینتہ النبی کہلانے لگی۔ اس سردار کی والدہ سلمیٰ بنو نجار کی تھیں اور آج جہاں مسجدِ نبوی ہے اس کے پاس ہی رہتی تھیں۔ ابھی یہ سردار پیدا نہیں ہوا تھا کہ فلسطین کے شہر غزہ میں اس کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ ہاشم نام تھا۔ عمر مشکل سے پچیس برس کی ہوگی۔ اسی زمانے میں قریش کا یہ سردار اپنے ننھیال میں پیدا ہوا۔ عجیب بات یہ تھی کہ نومولود کے سر میں ایک گچھا سفید بالوں کا تھا۔ اسی لئے عزیز رشتہ دار اسے...... شیبتہ الحمد...... پکارنے لگے۔ نام عامر تھا لیکن شہرت چچا کے نام سے ہوئی جو مطلب کہلاتے تھے۔ چونکہ چچا بھتیجا اکثر ساتھ رہتے تھے اس لئے لوگوں نے بھتیجے کو عبدالمطلب پکارنا شروع کیا یعنی...... مطلب کا غلام!

عبدالمطلب تجارت کرتے تھے۔ شام اور یمن کے علاقوں میں ان کا کاروبار تھا۔ اونٹوں کے بہت بڑے گلّے کے مالک تھے۔ طائف میں بھی ایک کنواں ان کے پاس تھا۔ خانہ کعبہ کے رکھوالوں میں ان کا بڑا اعزاز تھا اور مکے کی یاترا کے موقع پر دو بڑے کام ان کے سپرد تھے...... سقایہ یعنی پانی پلانا اور رفادہ یعنی کھانا کھلانا! یاتری بڑی تعداد میں مکے میں جمع ہوتے تو آج کی اصلاح میں عبدالمطلب کا ہوٹل کا کاروبار خوب چمک جاتا تھا۔ بڑے خوش اخلاق اور فیاض آدمی تھے۔ ان کی مہمان نوازی کی دور دور شہرت تھی۔ دسترخوان ہمیشہ وسیع رکھتے تھے۔ انہوں نے بہت سے کنویں کھدوائے تھے۔ زمزم کو پھر سے کھدوانے کے لئے انہوں نے تین راتوں تک مسلسل خواب دیکھا تھا۔ زمزم کا کنواں بڑے عرصے پہلے عمرو بن حارث جرہمی نے بند کرا دیا تھا۔ لوگوں کو یہ بھی یاد نہ رہا تھا کہ یہ کنواں کہاں واقع تھا۔ خواب میں انہیں جگہ دکھلائی گئی۔ سچا خواب دیکھنا بزرگی کی علامت ہے۔ عبدالمطلب کا شمار موحدین میں ہوتا ہے۔ وہ دینِ ابراہیمی کے پیروکار تھے اور رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں گزارتے تھے۔ جہاں بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ ابنِ حزم نے لکھا ہے کہ...... یہاں آپ ارادۂ الٰہی کی وجہ سے جاتے تھے۔

ان کی زیادہ اولاد ان کی بیوی بنو مخزوم کی فاطمہ کے بطن سے ہوئی جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ محترم اور چچاؤں میں زبیر اور ابوطالب کے علاوہ ام حکیم البیضار بھی تھیں جو حضرت عثمان غنیؓ کی نانی تھیں۔ ام حکیم حضرت عبداللہ کی توام بہن تھیں۔ ان کے علاوہ عاتکہ برّہ، امیمہ اور اروی بھی سگی بہنیں تھیں۔ یہ تفصیل ابنِ سعد کی ہے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ابولہب بھی انہی کے بطن سے تھا لیکن مستند روایت یہ ہے کہ ابولہب کی والدہ بنی خُزاعہ کی تھی۔

چھ برس کی عمر میں جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو عبدالمطلب اپنے پوتے کو اپنے گھر لے آئے۔ ورنہ اللہ کے رسول اپنی والدہ محترمہ کے شعب بنو ہاشم کے دہانے پر اس مکان میں رہتے تھے جہاں آپ پیدا ہوئے۔ یہ مکان حضرت عبداللہ کا تھا۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امِ ایمن صالح اور شقران بھی رہتے تھے جو آپ کے والد محترم کے غلام تھے۔ یہ دونوں اصحاب بدر میں شامل ہیں۔ حضرت عبدالمطلب آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ مختلف روائتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یقین تھا کہ آمنہ کا جگر گوشہ بڑا نام پانے والا ہے۔ معجم کبیر کی روایت کے مطابق آپ کا نام نامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ کو القا ہوا تھا اعلان دادا کی طرف سے ہوا۔ جب یہ بچہ آٹھ برس کا ہوا تو ایک دن اپنے دادا کی چارپائی کے پاس بیٹھا زار وقطار رو رہا تھا کیونکہ یتیم پوتے کے سر پرست شفقت رکھنے والے سربراہِ خاندان نے وفات پائی تھی۔

حضورِ اکرم نے ۵۳ برس کی عمر میں مدینہ ہجرت فرمائی۔ ۸ برس کی عمر سے لے کر ۵۳ برس تک کل ۴۵ سال ہوتے ہیں۔ اس عرصے میں خاندان کے تین سربراہ منتخب ہوئے۔ دادا کی وفات کے بعد جیسا کہ طبقات ابنِ سعد میں ہے زبیر جو عبدالمطلب کے وصی اور جانشین تھے خاندان کے سربراہ بنائے گئے۔ حربِ فجار اور حلف الفضول کے وقت وہی حضورِ اکرم کے سرپرست اور خاندان کے سربراہ تھے۔

ابنِ قتیبہ نے المعارف میں بھی حضرت زبیر ہی کو عبدالمطلب کا وصی اور جانشین لکھا ہے۔ الاصابہ کی دوسری جلد میں ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو سلاتے وقت بڑے پیار سے ایک لوری گاتے تھے۔

محمد بن عبداللہ لمشت العم فی عز فرع اسم (صفحہ۳)

حضرت عاتکہ کو اللہ کے رسول ماں کہتے تھے اور ان سے بڑی محبت اور عقیدت کا اظہار فرماتے تھے (الاصابہ جلد ۴۔ ص ۳۴۸) ان کے بیٹوں کو اللہ کے رسول نے فتح خیبر کے بعد وہاں وافر زمین عطا فرمائی تھی۔

بلوغ الادب میں ہے اور المعارف میں بھی کہ زبیر قریش کے عالی مرتبت لوگوں میں سے تھے جوانمردی اور دلیری کے علاوہ شعر گوئی میں بھی انہوں نے بڑا نام کمایا۔ بہار کے مشہور بزرگ شرف الدین یحییٰ منیری کا سلسلہ نسب انہی سے ملتا ہے۔

ایک روایت ابوطالب کے بارے میں بھی ملتی ہے کہ دادا کے بعد انہوں نے بھی نگرانی کے فرائض انجام دیے۔

انہیں کی بیوی عاتکہ نے حضرت آمنہ کی وفات کے بعد ان کے چھ سالہ صاحبزادے کو جسے نبی برحق بننا تھا، ماں کا پیار دیا۔

الاصابہ کی روایت ہے کہ حضرت عاتکہ کے صاحبزادے عبداللہ نظر آجاتے تو آپ ﷺ فرطِ محبت سے پکار اٹھتے کہ..... یہ میری پیاری ماں کا بیٹا ہے۔

بعض روایتوں کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۱، ۲۲ برس کی ہوئی تھی کہ حضرت زبیر کا انتقال ہوا۔ المعارف میں ہے عمر ۲۵ برس کی تھی اور سیرۃ الحلبیہ کے مطابق ۲۴ برس کی تھی کہ زبیر کا انتقال ہوا اور ان کی جگہ ابوطالب خاندان کے سربراہ مقرر ہوئے۔ ابوطالب نے ہجرت سے دو ڈھائی سال پہلے شعبِ بنی ہاشم میں

انتقال کیا تو خاندان کا سربراہ ابولہب منتخب ہوا۔ جو بدر کی لڑائی میں سرطان میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ اس وقت اسلامی مملکت قائم ہو چکی تھی۔ بنوہاشم اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا سربراہ سمجھتے تھے۔

ابو طالب کی وفات کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر انچاس سال آٹھ مہینے گیارہ دن تھی۔ صحیح بخاری کی روایت کہ ابوطالب نے نہ اسلام قبول کیا نہ کسی اور مستند ماخذ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تبلیغ دین کے معاملہ میں کوئی دلچسپی لی۔ سورہ کافرون کی شانِ نزول اس امر کی مزید تصدیق کرتا ہے۔ مکی زندگی میں دین کی تبلیغ صرف دو چچاؤں نے کی۔ ایک حضرت عباسؓ نے دوسرے امیر حمزہؓ نے! امیر حمزہؓ دار ارقم میں ایمان لے آئے۔ یہ نبوت کے پانچویں سال کی بات ہے۔ حضرت عباسؓ کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے، آخری بیعت عقبہ کے موقع پر صرف وہی اللہ کے نبی کے ساتھ تھے۔ ان کی بیوی ام الفضل بالکل ابتدائی ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔ حضرت عباسؓ کے ایمان کا اعلان فتح مکہ سے ایک دن پہلے جحفہ کے مقام پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آخرالمہاجرین کا خطاب عطا فرمایا۔ حضرت عباسؓ ابتدائی مسلمانوں میں سے ہیں ورنہ جنگ بدر کے موقع پر اللہ کے رسول صحابہ کرام کو اس امر کی تاکید نہ فرماتے کہ عباس زد میں آجائیں تو انہیں قتل نہ کرنا۔ امیر حمزہؓ تو اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے، لیکن حضرتِ عباسؓ جو سرور کونین ﷺ سے دو سال بڑے تھے آپ کے بعد کوئی بارہ سال زندہ رہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں باغ فدک کی نگرانی ان کے اور حضرت علیؓ کے سپرد کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں ۸۸ برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

سربراہ خاندان چاہے کوئی بھی رہے ہوں اللہ کے رسول کی کفالت کسی نے نہیں کی۔ آپ ﷺ کے والد کے ترکے سے آپ کی آمدنی اتنی کچھ ہوتی تھی کہ آپ ہمیشہ خوشحال رہے۔ اور دوسروں کی مدد فرماتے رہے۔

بقیہ از صفحہ

علامہ اقبال سٹیج چھوڑنے لگے تو فرمائشات کا ایک محشر اٹھ کھڑا ہوا کہ تبرکاً چند اشعار اور سنائیے آپ جانتے ہی ہیں کہ جنت کے باسیوں کی ہر خواہش کو پورا ہونا ہوتا ہے اس لئے علامہ اقبال نے سامعین کی ضیافت طبع کے لئے مندرجہ ذیل اشعار تحت اللفظ سنائے۔

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
آہ اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہ
وحدتِ افکار کی بے وحدت کردار ہے خام
وہ ملت روح جس کی لا سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا لب ریز اس ملت کا پیمانہ

علامہ اقبال کے اس نغمۂ جبریل سے سارا محشر چیخ اٹھا اور شور قیامت سے اچانک ہماری آنکھ کھل گئی، دیکھا تو

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا
جو سنا افسانہ تھا!